يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن و سنت اور علماء امت کی توضیحات کی روشنی میں





تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان حفظہ اللہ

ترجمہ و تخریج

فضیلۃ الشیخ ابو سیاف اعجاز احمد تنویر حفظہ اللہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علماء کی توضیحات کی روشنی میں

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان حفظہ اللہ

تفہیم و تعلیق:

ابو سیاف اعجاز تنویر



اسلامی لائبریری
مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com

باب:7

مسلمانوں کے خلاف بر سرپیکار ساری جماعت اور گروہ کا ایک ہی حکم اور معاملہ ہے۔اس بارے میں تکبر وغرور میں ڈوبے ہوئے قائدین اور معاشرے کے کمزور ماتحت عام فوجیوں،سپاہیوں اور ہرکاروں میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ صحیح اور واضح موقف یہی ہے کہ ان تمام کی ایک ہی سزا ہوگی۔بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتدین کے مقتولین کے بارے میں دوزخ کی آگ کی گواہی بھی دی ہے۔

جنگ زبان سے بھی ہوتی ہے اور عمل سے بھی

مشورہ دینا تعاون کی (سب سے) بڑی صورت ہے:

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ اپنی تصنیف "المغنی" کی کتاب الجہاد میں ان اقسام و اصناف کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو میدان میں قتل کرنا منع ہے۔ مثلاً خواتین، بوڑھے افراد، لنگڑے اور معذور افراد، مذہبی پیشوا اور بچے وغیرہ۔ عام طور پر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو جنگ نہیں کرتے۔ اس قسم کے افراد کا تذکرہ کرنے کے بعد رقمطراز ہے:

وَمَنْ قَاتَلَ مِمَّنْ ذَكَرْنَا جَمِيعَهُمْ جَازَ قَتْلُهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ امْرَأَةً أَلْقَتْ رَحًى عَلَى مَحْمُوْدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَ مَنْ كَانَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الرِّجَالِ الْمَذْكُوْرِيْنَ ذَا رَأْيٍ يُعِيْنُ فِي الْحَرْبِ جَازَ قَتْلُهُ ، لِأَنَّ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ قُتِلَ يَوْمَ حُنَيْنَ وَ هُوَ شَيْخٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ وَكَانُوْا خَرَجُوْا يَتَيَمَّنُوْنَ بِهِ وَ يَسْتَعِيْنُوْنَ بِرَأْيِهِ ، فَلَمْ يُنْكِرِ النَّبِيُّ ﷺ قَتْلَهٗ، وَلِأَنَّ الرَّاىَ مِنْ أَعْظَمِ الْمَعُوْنَةِ فِي الْحَرْبِ۔" [100]

"ہم نے پہلے جن افراد (عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور لاغروں وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے ان تمام اقسام کے افراد کو قتل کرنا اس وقت جائز ہے جب یہ خود لڑائی میں حصہ لیں۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ بنی قریظہ کے دن ایک عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، جس نے سیدنا محمود بن مسلمہ پر چکی کا پاٹ گرا دیا تھا۔[101] اسی طرح جو

100　المغنی لابن قدامۃ=کتاب الجہاد: 8/478 ۔ مطبوعۃ عالم الکتب

101　زیادہ درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ غزوۂ بنی قریظہ کے دن جو صحابیٔ رسول ﷺ چکی کے پاٹ سے شہید ہوئے تھے وہ سیدنا خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن صامت خزرجی رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بنی قریظہ کے دن شہید نہیں ہوئے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں--ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کی ہے۔ محمد بن جعفر، عروہ بن زبیر سے بیان کرتے ہیں۔ عروہ بن زبیر اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَآءِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ -- قَالَتْ وَاللهِ إِنَّهَا لَعِنْدِيْ تُحَدِّثُ مَعِيْ تَضْحَكُ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَتَلَ رِجَالَهَا فِي السُّوْقِ۔ إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا : أَيْنَ فُلَانَةُ ۔ قَالَتْ : أَنَا وَاللهِ! قَالَتْ : قُلْتُ لَهَا : وَيْلَكِ مَالَكِ؟ قَالَتْ : أُقْتَلُ : قُلْتُ : وَلِمَ؟ قَالَتْ لِحَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ۔ قَالَتْ : فَانْطَلَقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا ۔ وَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ : فَوَاللهِ إِمَّا أَنْسٰى عَجَبًا مِنْهَا طِيْبَ نَفْسِهَا وَ كَثْرَةَ ضِحْكِهَا وَ قَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ۔ (البدایۃ والنھایۃ=3/144، صحیح ابی داؤد= کتاب الجہاد: باب فی قتل النساء، الحدیث: 2325)

"بنو قریظہ کی خواتین میں سے سوائے ایک خاتون کے کسی کو قتل نہیں کیا گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ میرے پاس تھی اور میرے ساتھ باتیں کرتی رہی۔ باتوں کے دوران ہنستے ہوئے وہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ اس کے خاندان کے مردوں کو (بدعہدی اور غداری کی سزا کے طور پر) قتل کر رہے تھے۔ اچانک ایک آواز دینے والے نے اس کا نام لے کر آواز دی: فلاں عورت کہاں ہے؟ وہ فوراً بولی: اللہ کی قسم! میں ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اس سے پوچھا: تیری بربادی ہو، تیرا کیا معاملہ ہے؟ تیرا نام لے کر تجھے کیوں آواز دی گئی ہے؟ اس نے کہا: میں عنقریب قتل کر دی جاؤں گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے پوچھا آخر کس لیے؟ اس نے کہا: اس لیے کہ میں نے ایک 'انوکھا کام' کیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کو پھر لے جایا گیا اور اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے اُس کا معاملہ کبھی نہیں بھولتا۔ اُس کا معاملہ بڑا عجیب تھا۔ بالکل خوش باش تھی۔ کھلکھلا کر مسکرا رہی تھی۔ جبکہ اس کو معلوم تھا کہ تھوڑی دیر بعد مجھے قتل کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا عورت کے بارے میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: "یہی وہ عورت تھی جس نے چکی کا پاٹ ایک چھت سے گرا کر سیدنا خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ پھر خلاد بن سوید کے بدلے رسول اللہ نے اس کو قتل کروایا تھا۔" (حوالہ کے لیے دیکھیے البدایۃ والنھایۃ=3/144) جبکہ سنن ابی داؤد کے شارح امام خطابی رحمہ اللہ اس مذکورہ بالا عورت کے بارے میں فرماتے ہیں: "کہا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی" یہی وہ "انوکھا کام" تھا جو اس نے سرانجام دیا ہوا تھا (حوالہ کے لیے دیکھیے معالم السنن للخطابی 4/14)

⑩ ......وحشی بن حرب (رضی اللہ عنہ)

⑪ ......ہند بن عتبہ (رضی اللہ عنہا)

⑫ ......عبد العزّٰی بن خطل کی لونڈیوں میں سے، یہ مسلمان ہو گئی تھی۔

⑬ ......بنی عبد المطلب میں سے کسی شخص کی ایک لونڈی جس کا نام "سارہ" یا "ام سارہ" تھا۔

مذکورہ بالا فہرست میں سے اوّل الذکر پہلے پانچ تو اس اعلان کے مطابق قتل کر دیے گئے۔ چاہے ان میں سے کوئی کعبہ کے پردوں کے ساتھ بھی لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخیاں اور آپ کو اذیتیں ان کی طرف سے انتہاء کو پہنچی ہوئی تھیں۔ گویا اپنے قول اور فعل سے پریشان کرتے تھے۔ جبکہ پہلے پانچ کے بعد بقیہ آٹھ افراد کا جرم قدرے کم تھا۔ انہوں نے اپنے جرائم سے توبہ کی، معافی کی خواہشگار ہوئے اسلام قبول کیا اور اسلام میں رہتے ہوئے اچھا کردار اور رویہ پیش کیا۔ لہٰذا ان کو معاف کر دیا گیا۔[111]

کفار کے معاونین: کالم نگاروں، شعراء، مولویوں اور فوجی اہلکاروں کا حکم:

مذکورہ بالا تمام مثالوں، دلیلوں اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں اپنے قول یا اپنے فعل سے شریک ہو گا، مجاہدین اسلام کے خلاف اپنے ہاتھ یا زبان سے کافروں کی مدد کرے گا وہ کافر اور مرتد ہے۔ ایسے شخص کو قتل کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس اس کام کی استطاعت موجود ہے۔

اس بارے میں وہ تمام افراد برابر ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے اور جینا دو بھر کیا ہوا ہے۔

- چاہے وہ بڑے بڑے حکمران اور لیڈر ہوں۔
- چاہے حکمرانوں کے وزیر اور مشیر ہوں۔
- چاہے ان کی حمایت میں آرٹیکلز (Articles) لکھنے والے کالم نگار ہوں۔

111 فتح الباری: 40/6160۔ زاد المعاد: 3/411۔ سیرۃ النبی کامل لابن ہشام: 2/458۔ الرحیق المختوم: 655

- چاہے وہ شُیُوْخُ الضَّلَالَۃ (گمراہ کرنے والے مولوی) ہوں جو مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں عام لوگوں کو کافروں کا ساتھ دینے کی دعوت اور تبلیغ کرتے ہوں۔
- چاہے وہ افواج اور انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے عام فوجی اور اہلکار ہوں۔
- چاہے وہ کافروں کے لیے اپنا قولی اور فعلی تعاون کرنے والے مفسرین، شعراء مفکرین، اخبار نویس اور اخباری رپورٹر ہوں۔
- چاہے کافروں کو اپنا جانی اور مالی تعاون پیش کرنے والے اسلام دشمن عناصر ہوں۔ الغرض یہ تمام لوگ درحقیقت ایک گروہ اور جماعت ہیں، کفر وارتداد کے احکام اور جنگ وقتال کے معاملہ میں ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں:

”وَكَذَالِكَ الْأَثَرُ الْمَرْوِیُ ((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيْلَ: أَيْنَ الظَّلَمَةُ وَأَعْوَانُهُمْ؟ أَوْ قَالَ: وَأَشْبَاهُهُمْ؟ فَيُجْمَعُوْنَ فِیْ تَوَابِيْتَ مِنْ نَارٍ ثُمَّ يُقْذَفُ بِهِمْ فِی النَّارِ)) وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلْفِ: ((أَعْوَانُ الظَّلَمَةِ مِمَّنْ أَعَانَهُمْ، وَلَوْ أَنَّهُ لَاقَ لَهُمْ دَوَاءً، أَوْ بَرٰی لَهُمْ قَلَمًا، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَقُوْلُ: ”بَلْ مَنْ يَّغْسِلُ ثِيَابَهُمْ مِنْ أَعْوَانِهِمْ، وَأَعْوَانُهُمْ هُمْ مِنْ أَزْوَاجِهِمُ الْمَذْكُوْرِيْنَ فِی الْآيَةِ، فَإِنَّ الْمُعِيْنَ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی مِنْ أَهْلِ ذَالِكَ، وَالْمُعِيْنُ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ مِنْ أَهْلِ ذٰلِكَ، قَالَ تَعَالٰی: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّه، نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾ وَالشَّافِعُ الَّذِیْ يُعِيْنُ غَيْرَهٗ فَيَصِيْرُ مَعَهٗ شَفْعًا بَعْدَ أَنْ كَانَ وِتْرًا، وَلِهٰذَا فُسِّرَتْ الشَّفَاعَةُ الْحَسَنَةُ بِإِعَانَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْجِهَادِ، وَالشَّفَاعَةُ السَّيِّئَةُ بِإِعَانَةِ الْكُفَّارِ عَلٰى قِتَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَأَبُوْ سُلَيْمَانَ۔“ [112]

”جب قیامت کا دن ہوگا آواز دی جائے گی: ظالم وجابر اور ان کے مددگار ومعاون کہاں ہیں؟ انہیں آگ کے صندوقوں میں جمع کر دیا جائے گا۔ پھر ان سب کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے سلف صالحین میں سے بہت زیادہ افراد کا یہ موقف ہے کہ: ظالموں اور جابروں کے مددگاران لوگوں کے حکم ہی میں

[112] مجموع الفتاوی: 7/64

شامل ہیں جن کا وہ تعاون کرتے ہیں۔اگرچہ وہ ظالموں کے لیے محض دوا دارو اور علاج معالجہ کا ہی بندوبست کریں یا محض ان کو قلم تراش کر ہی پیش کریں۔"

بعض سلف نے تو یہاں تک کہا ہے کہ: ظالموں کے کپڑے دھونے والا بھی ان کے ساتھ ہوگا۔ جس جس میدان میں کوئی کسی کو تعاون پیش کرتا ہے وہ اس میدان میں اصل ذمہ دار کے گناہ یا ثواب میں برابر کا شریک ہوتا ہے ۔اگر کوئی کسی کا نیکی اور تقوٰی کے معاملات میں تعاون کرتا ہے تو وہ اس نیکی اور تقوٰی میں ثواب میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔اسی طرح اگر کوئی گناہ اور زیادتی کے معاملات میں کسی کا تعاون کرتا ہے تو وہ اس گناہ اور زیادتی کی سزا میں برابر شریک ہوتا ہے۔اسی بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے:[113]

نیز اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت:۸۵ میں فرماتے ہیں:"جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس (نیکی اور بھلے کام کے اجر) کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی میں سفارش کرے اس کے لیے بھی اس (برائی اور بدی کے گناہ اور سزا) میں ایک حصہ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

عربی زبان میں ایک لفظ "الشفع" ہے اور ایک لفظ "الوتر" ہے۔طاق عدد کو "الوتر" کہتے ہیں جبکہ جفت عدد کو "الشفع" کہتے ہیں۔"الشافع" (سفارشی) وہ ہوتا ہے کہ جو کسی کی سفارش کرکے اس کی معاونت اور مدد کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مل کر شفع (یعنی ڈبل) ہو جاتا ہے جبکہ سفارش سے پہلے وہ "وتر" (یعنی سنگل) ہوتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ سورۃ النساء کی آیت :۸۵ میں جو (شَفَاعَةً حَسَنَةً) کا تذکرہ آیا ہے ۔مفسرین کرام نے اس سے "مومنوں کی جہاد پر مدد" کرنا مراد لیا ہے ۔اسی آیت کریمہ میں جو (شَفَاعَةً سَيِّئَةً) کا تذکرہ آیا ہے اہل تفسیر نے اس سے مومنوں کے خلاف جنگ میں کافروں کی مدد کرنا" مراد لیا ہے ۔امام ابن جریر طبری اور امام ابو سلیمان نے اپنی اپنی تفاسیر میں یہ تفسیر بیان فرمائی ہے۔"
(امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

113 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدۃ=2:5)
"نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو، گناہ اور ظلم وزیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

فرعون کو" صاحب اوتاد"کیوں کہا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طاغوتوں اور کافر حکمرانوں کے لشکروں کو "اوتاد" کہا ہے۔ لفظ "اوتاد" جمع ہے۔ اس کا واحد "وَتِدٌ" ہے۔ "وَتِدٌ" کا معنی میخ اور کھونٹی ہے۔ کیل اور میخ کسی چیز کو مستحکم کرنے کے لیے ٹھوکا جاتا ہے۔ طاغوتوں اور کافر حکمرانوں کے فوجیوں اور لشکروں کو قرآن میں "اوتاد" اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے حکمرانوں کے اقتدار اور حکومت کو مضبوط اور مستحکم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ، الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ، فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ﴾ (الفجر=89:10-12)

"اور (بھلا کیا سلوک کیا تیرے رب نے) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا (یعنی لشکروں والا) تھا۔ ان سب (لشکروں) نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا۔ اور بہت زیادہ فساد مچار کھا تھا۔"

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اللہ جل ثناؤہ، ارشاد فرماتے ہیں کہ تیرے رب نے "صاحب اوتاد" فرعون کے ساتھ جو حشر کیا، کیا آپ نے اس کو دیکھا؟۔ اہل تفسیر کا "ذی الأوتاد" کی تفسیر میں کچھ اختلاف ہے۔ اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ فرعون کو "ذی الأوتاد" کا لقب کیوں دیا گیا؟ اس بارے میں بعض مفسرین کا موقف یہ ہے کہ "ذی الأوتاد" کا معنی "ذی الجُنُود" ہے۔ "ذی الجُنُود" کا اردو میں معنی "لشکروں والا" ہے۔ لہٰذا لفظ اوتاد سے وہ افراد لشکر، افواج اور انتظامیہ مراد ہے جو اس کی حکومت واقتدار کو طاقت اور قوت بخشتے تھے۔ مفسرین کے ایک گروہ کے موقف کے مطابق مذکورہ آیات میں لفظ "اوتاد" دراصل "لشکروں" کے معنی میں ہے۔"[114]

(امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

[114] تفسیر الطبری: 197/20

مذکورہ بحث سے لشکروں کو "اوتاد" کہنے کی وجہ اور سبب بھی معلوم ہوگیا کہ وہ چونکہ کفر کی بادشاہت اور حکومت کو استحکام اور تسلط فراہم کرتے ہیں اس لیے وہ اوتاد (یعنی میخیں اور کیل) ہیں۔ اگر ان طاغوتوں اور حکمرانوں کو ان لشکروں اور افواج کی سپورٹ حاصل نہ ہوتی تو ان کا کفر اور باطل اقتدار بہت جلد زمین بوس ہو جاتا۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیات اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی بیان کردہ تفسیر اس شخص کے دماغ کی کھڑکیاں کھولنے کے لیے کافی ہے جو ان حکمرانوں کی ماتحتی میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے والے عام فوجیوں اور اہلکاروں کا دفاع کرتا ہے کہ یہ لوگ ناچار اور بے بس ہیں۔ ان کو اوپر سے جو حکم ملتا ہے یہ اسی پر عمل کرتے ہیں۔ ان کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں۔ لہٰذا یہ بالکل بے قصور اور بے گناہ ہیں یا پھر اسی طرح کے دیگر عذر اور اسباب بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اپنی ان باتوں پر وہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا کوئی مستند اور صحیح حدیث پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

طلیحہ اسدی کے پیروکاروں کا وفد خدمت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں:

عہد صدیقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع اور اتفاق ہو چکا تھا کہ مرتدین میں سے بڑے بڑے اماموں اور سرداروں کا جو حکم ہے وہی ان کے معاونین اور حامیوں کا ہے۔ مثلاً نبوت کا جھوٹا دعوٰی کرنے والے مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی کے پیروکاروں اور مددگاروں کو اسی سزا کا مستحق سمجھا گیا جس کا مستحق جھوٹے نبیوں کو سمجھا گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے بھی گویا اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ جو حکم کفار اور مرتدین کا ہے وہی ان کے انصار و معاونین کا ہے۔ اس موضوع کی مناسبت سے طارق بن شہاب نے ایک اثر روایت کیا ہے، جو اس طرح ہے:

جَاءَ وَفْدُ مِنْ أَسَدٍ وَ غَطَفَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلُوْنَهُ الصُّلْحَ ، فَخَيَّرَهُمْ بيْنَ الْحَرْبِ الْمُجْلِيَةِ أَوِ السِّلْمِ الْمُخْزِيَةِ ، فَقَالُوْا: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! هٰذِهِ الْمُجْلِيَةُ قَدْ عَرَفْنَا فَمَا الْمُخْزِيَةُ؟ قَالَ: تَنْزِعُ مِنْكُمُ الْحَلَقَةَ وَالْكُرَاعَ ، وَنَغْنَمُ مَا أَصَبْنَا مِنْكُمْ وَتَرُدُّوْنَ عَلَيْنَا مَا أَصَبْتُمْ مِنَّا وَتَدُوْنَ قَتْلَانَا وَلَا نَدِيْ قَتْلَاكُمْ ، وَتَكُوْنُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ ، وَتَتْرُكُوْنَ أَقْوَامًا تَبْتَغُوْنَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ حَتّٰى يُرِيَ اللهُ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِهِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ أَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهِ ، فَعَرَضَ أَبُوْبَكْرٍ مَا قَالَهُ عَلَى الْقَوْمِ ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: قَدْ رَأَيْا وَ سَنُشِيْرُ عَلَيْكَ:

"سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاندانِ بزاخہ کو مہلت اور ڈھیل دی تھی اس کا مقصد وحید صرف یہ تھا کہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے جرم وگناہ کی توبہ، معذرت اور معافی میں کس حد تک مخلص ہیں۔ نیز یہ بات کھل جائے گی کہ انہوں نے مذہب اسلام کے حسن وجال کو قبول کرنے کے لحاظ سے کس قدر دوستی پیدا کی ہے۔" [121]

خلاصۂ کلام:

وفد بزاخہ کے واقعہ پر غور کنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام مرتدین کے بارے میں متفقہ فیصلہ کرلیا تھا کہ یہ سب کے سب سزا کے حق دار ہیں۔ خواہ وہ ان لوگوں کے ورثاء، پیشوا، لیڈر اور بڑے بڑے سردار تھے یا عام رعایا اور کارکنان سب کے ساتھ ایک جیسا معاملہ کیا گیا، دنیا وآخرت میں ان پر ایک جیسے احکام لاگو کیے جائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دور کا یہ واقعہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے، جس کو تسلیم کیے بغیر چارۂ کار نہیں ہے کہ مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ساری جماعت اور گروہ کا ایک ہی حکم اور معاملہ ہے۔ اس بارے میں تکبر وغرور میں ڈوبے ہوئے قائدین اور معاشرے کے کمزور ماتحت عام فوجیوں، سپاہیوں اور ہرکاروں میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ صحیح اور واضح موقف یہی ہے کہ وہ سب کے سب اسلام کے خلاف اور کفر کی حمایت میں جنگ کرنے میں اکٹھے تھے۔ پھر اسی کفر پر ہوتے ہوئے وہ قتل کیے گئے۔ لٰہذا بدیہی طور پر ان سب کا حکم بھی ایک ہی ہونا تھا۔

- اللہ کرے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہوں، جن کا سینہ خلّاق عالم نے نور ہدایت کے لیے منور کردیا ہے۔
- اللہ کرے کی ہمارا شمار ان لوگوں میں سے ہو، جن کے سینے میں خواہش نفس کی پیروی کا کوئی عمل دخل نہیں۔
- اللہ کرے کہ ہم اس چیز کو مضبوطی سے تھامنے والے بن جائیں، جس چیز پر ایسے بہترین لوگوں نے متفقہ فیصلہ دے دیا۔ جن لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بہترین گواہی ہے۔

جب آپ گزشتہ بحث پر غور وفکر کریں گے تو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے کے لیے نکلتا ہے اور جو شخص بھی ان لڑنے والوں کے ساتھ کسی بھی طرح شریک ہوتا ہے وہ سب لوگ سزا کے مستحق اور سزائیں

---

[121] فتح الباری: 13/210-211

برابر ہیں ۔دنیا وآخرت میں ان پر ایک جیسے احکام لاگو ہوں گے ۔اس بارے حکمران اور حکمرانوں کے ماتحت عام فوجی سب برابر شریک ہوں گے کوئی فرق نہیں ہو گا۔(وَاللهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ)

مجبور کیے جانے والے شخص کا حکم

گرفتاری سے پہلے اور گرفتاری کے بعد:

اس شخص کے بارے بحث گزر چکی ہے کہ جو کافروں سے دوستی کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے کافروں کا ساتھی بنتا ہے۔ ایسا شخص بلا شک وشبہ کافر ہے۔ جنگی امور میں اس کے ساتھ کافروں والا معاملہ ہی اختیار کیا جائے گا۔ مسلمانوں سے لڑنے والے گروہ کے تمام افراد کا یہی حکم ہے۔ اس عام حکم میں سے صرف وہ شخص مستثنیٰ قرار پائے گا جس کو کافر زبردستی اپنے ساتھ لے جائیں۔ ایسا مجبور شخص در حقیقت کافر نہیں ہوگا نہ ہی اس کے ساتھ کافروں والا معاملہ کیا جائے گا۔ البتہ ظاہراً اس کا معاملہ یوں ہوگا کہ اگر تو اس پر قابو پانے اور اس کو قیدی بنانے سے پہلے پہلے اس کی حالت کا علم ہو جائے اور وہ ہتھیار ڈال دے تو ایسا شخص دنیاوی احکام میں بھی کافر نہیں سمجھا جائے گا۔

جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے کہ جس کے اصل معاملہ کی تمیز مسلمان جنگ سے قبل نہ کر سکیں تو اس کا معاملہ بھی دنیا کے ظاہری احکام میں دیگر مخالف جنگجوؤں کی طرح ہوگا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ مسلمانوں پر یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ وہ اس بات کی چھان پھٹک کرتے پھریں کہ ہمارے خلاف بر سر پیکار مخالفین میں سے کون کون دل کی خوشی سے جنگ کر رہا ہے اور کون کون زبردستی جنگ میں جھوکا گیا ہے جو بھی مسلمانوں کے خلاف بر سر پیکار ہو اور جنگ سے قبل اس پر قابو پانے یا گرفتار کرنے سے پہلے پہلے اس کے بارے میں کنفرم (Conferm) نہ ہو کہ یہ شخص زبردستی جنگ میں لایا گیا تھا تو اس کا حکم وہی ہوگا جو دیگر جنگ کرنے والوں کا ہوگا۔ اگرچہ بعد میں وہ یہ دعوٰی کرتا رہے کہ میں تو مسلمان ہوں، یا یہ دعوٰی کرے کہ "میں تمہارے خلاف جنگ میں شرکت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے تو زبردستی ہانک کر لایا گیا ہے۔" اس قسم کا کوئی عذر لنگ جنگ کے بعد یا گرفتاری کے بعد قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس بات کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَصَابَ الْمُسْلِمُوْنَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ عَقِيْلٍ فَأَتَوا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ مُسْلِمٌ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا وَاَنْتَ تَمْلِكُ اَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ)) [137]

[137] صحيح مسلم=كتاب النذر: باب لاوفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد، الحديث: 1641

"اس بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اگرچہ کسی شخص کو زبردستی مسلمانوں کے خلاف میدانِ جنگ میں لایا گیا ہو مگر ایسے شخص پر لازم ہے اور ضروری ہے کہ وہ شخص جنگ میں حصہ نہ لے۔خواہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جائے، بلکہ قتل ہونا برداشت کرلے۔یہ بات بالکل ایسے ہے کہ مثلاً کسی مسلمان کو کافر زبردستی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرے۔ایسی صورت میں اس کے لیے بالکل جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنی شروع کردے۔اس بات کو اس دوسری مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے مسلمان آدمی کو مجبور کرتا ہے کہ تو فلاں بے قصور اور معصوم مسلمان کو قتل کردے۔اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس مجبور کیے جانے والے شخص کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اس بے گناہ اور معصوم کو قتل کرڈالے۔اگرچہ مجبور کرنے والا کتنا ہی مجبور کرے۔یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مجبور کرنے والا شخص یہ دھمکی لگاتا ہے کہ اگر تو اس بے گناہ اور معصوم مسلمان کو قتل نہیں کرے گا تو میں تجھے قتل کرڈالوں گا۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ مجبور کیا جانے والا شخص خود قتل ہونا برداشت کرلے۔مگر بے گناہ مسلمان بھائی کے درپے نہ ہو۔کیونکہ اپنی جان کو بچاتے ہوئے کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کرڈالنا کسی طور پر بھی قرین عقل وانصاف نہیں ہے۔لہٰذا ایسے مجبور کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کہ خود قتل ہونے کے خوف سے کسی مسلمان کو قتل کرڈالے۔ (مجموع الفتاوی:28/540)

اس واضح اور جامع بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ موجودہ دور میں جو لوگ کفر کے سرداروں اور عالمی طاغوتوں کے ہمراہ وہمرکاب ہوکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے کرنے کے لیے نکل رہے ہیں۔وہ لوگ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہمارا اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ہم اس موقع پر حکومت وقت کے آگے اسٹینڈ نہیں لے سکتے۔اس لیے کہ ہم اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ہماری انہی ملازمتوں پر ہماری روزی کا انحصار ہے

لہٰذا ہم تو مجبوراً اور زبردستی ان کفر کے اماموں اور طاغوتوں کے لشکر میں شامل ہیں۔ان کے پاس سب سے بڑا بہانہ یہی ہے کہ اگر ہم اس موقع پر چوں چرا ں کرتے ہیں یا حکومت کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں تو ہم اپنے دنیاوی معاملات کو کس طرح ہینڈل کریں گے؟اپنے دنیوی مفادات کو کیسے حاصل کریں؟جس طرح کہ دیگر دنیادار بھی اپنے یہی عذر پیش کرتے ہیں۔

دنیا کی عارضی چمک کی خاطر مسلمانوں کو قتل کرنے والے کافر ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے بیان سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کافروں کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے لوگ ملت اسلامیہ سے خارج اور کافر ہیں۔ اس لیے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین "اسلام" کو ختم کرنے کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔ کافروں کا ساتھ دینے والے اس گروہ سے کفر کا حکم جدا نہیں ہو گا نہ وہ اس حکم سے بری قرار دیے جائیں۔ اس لیے کہ یہ سب لوگ محض دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر کافروں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ نیز اس لیے بھی کہ ان لوگوں کے کفر کا بڑا سبب ان کا دنیا سے ٹوٹ کر محبت کرنا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا بھی ہے ۔اسی وجہ سے ایسے لوگوں پر کفر کے فتویٰ سے یہ اسباب واعذار رکاوٹ اور مانع نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾
[النحل=16/107]

"(ایمان کے بعد کچھ لوگوں کے کفر کرنے کا بڑا سبب یہی ہے کہ) انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو راہِ راست نہیں دکھاتا۔"

اسلام کی تعلیمات تو ہمیں کہتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے قتل کرنے پر مجبور کیا جائے جبکہ اس مسلمان کو قتل کرنا جائز نہ ہو تو ایسی صورت میں کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے نہ ہی کسی مسلمان پر جسمانی تشدد کرنا مباح ہے۔ اگرچہ اس کے بدلے حالت جبر میں اس کو خود قتل ہونا پڑے وہ اپنا قتل ہونا برداشت کر لے۔ یا اپنے جسم پر تشدد برداشت کرنا پڑے تو برداشت کر لے۔ یہاں سے غور فرمالیں کہ محض دنیا کی معمولی اور عارضی چمک کی خاطر کسی مسلمان کو قتل کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ بلکہ تقویٰ و پرہیز گاری اور عقل و خرد کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو دنیوی مفادات اور لذتوں سے محروم رکھ لینا کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کرنے، اس کو تکلیف پہنچانے یا اس بارے کسی طاغوت کا ساتھ دینے سے حد درجہ بہتر ہے۔ لہٰذا یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس طرح کے حالات میں اگر کچھ لوگ اس طرح کا گھناؤنا اور بہیمانہ کردار ادا کریں تو کافروں کے ایسے اتحادیوں اور ساتھیوں کا بھی بالکل وہی معاملہ اور حکم ہو گا جو کفار اور مرتدین کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی مسلمان کو قتل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگرچہ کسی مسلمان شخص کو کسی مسلمان شخص کے قتل پر زبردستی مجبور کیا جائے۔ اس بارے مشہور و معروف مفسر قرآن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علماء کا اس موقف پر متفقہ فیصلہ ہے کہ جس شخص کو مجبور کیا جائے کہ تو فلاں بے گناہ مسلمان کو قتل کردے۔ ایسی صورت میں بھی مجبور کیے جانے والے شخص کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کرڈالے یا اس کی عزت کو پامال کرڈالے یا اس پر جسمانی تشدد کرے یا اس طرح کا کوئی اور کردار ادا کرے۔ بلکہ مجبور کیے جانے والے شخص پر لازم ہے کہ اگر اس پر عرصۂ حیات تنگ کیا جاتا ہے اور اس کو اذیتوں اور ابتلاؤں سے دوچار کیا جاتا ہے تو وہ ان پریشانیوں اور اذیتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہوا اپنے اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ یہ قطعاً جائز نہیں کہ اپنی جان بچاتے بچاتے وہ کسی دوسرے مسلمان کی جان لے لے۔ ویسے ہر قسم کے حالات میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت اور خیریت ہی مانگتے رہنا چاہیے۔" [152]

ایک نصیحت:

اپنی اس گفتگو کے آخر میں ہم یہ نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام مسلم حکمرانوں، مسلح افواج، پولیس فورسز اور حساس ایجنسیوں کے اہلکاروں پر واجب ہے کہ وہ فوراً توبہ کی طرف بھاگیں اور اپنے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں، کافروں اور طاغوتوں سے دوستانہ مراسم ختم کریں اور ان کا تعاون کرنے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں۔ مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو کر کافروں کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کافروں اور مسلمانوں کے درمیان اپنا فیصلہ فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔



152 تفسیر القرطبی: 10/183

باب:10

اگر مجاہدین کافروں اور ظالموں کے اوپر جوابی کاروائی کرتے ہوئے کوئی حملہ کریں اور اس میں بڑے بڑے چوٹی کے طاغوت اور ان کے فوجی ماریں جائیں تو ہمارے مسلمان حکمران اور حکمرانوں کے ترجمان اخبارات میں بیان جاری کر دیتے ہیں کہ "یہ جوابی کاروائی فی سبیل اللہ نہیں ہے نہ ہی اسلام ان جیسی کاروائیوں کی اجازت دیتا ہے۔ یہ تو سراسر شدت پسندی ،انتہاء پسندی اور بنیاد پرستی ہے۔"

سامنے اطاعت وفرمانبرداری کی اعلانیہ بیعت کرچکا ہے۔ان تمام امور و معاملات کے بعد وہ کیسے یہ دعوٰی کرسکتا ہے کہ میں کافروں کے شر سے بچنے کے لیے فقط "مدارات" کا اظہار کررہا ہوں۔

یہ کہاں کی دانشمندی ہے؟

گذشتہ بحث میں اہل علم کے جو اقتباسات پیش خدمت کے گئے ہیں۔ان سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار جنگ میں کافروں کے مشن اور ایجنڈے کو سراہنا اور ان پر خوشی کا اظہار کرنا مدارات سے ہرگز تعلق نہیں رکھتا۔اس طرح جہاد کو دہشت گردی اور شدت پسندی کہنا بھی ہرگز مدارات نہیں ہے۔مجاہدین کو غیر ملکی دہشت گرد اور تخریب کا وغیرہ کہنا بھی ہرگز مدارات نہیں۔یہی وہ القاب ہیں جو کافروں کو مسلمانوں کے خلاف صف آراء اور برسرپیکار ہونے پر جرأت اور جواز بخشتے ہیں ۔علی ہذاالقیاس اگر مجاہدین کافروں اور ظالموں کے اوپر جوابی کاروائی کرتے ہوئے کوئی حملہ کریں اور اس میں بڑے بڑے چوٹی کے طاغوت اور ان کے فوجی مارے جائیں تو ہمارے مسلمان حکمرانوں کے ترجمان اخبارات میں بیان جاری کردیتے ہیں کہ "یہ (جوابی) کاروائی جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے نہ ہی اسلام ان جیسی کاروائیوں کی اجازت دیتا ہے۔یہ تو سراسر شدت پسندی،انتہاء پسندی اور بنیاد پرستی ہے۔"یہ بیانات صادر کرتے ہوئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ہم بہترین کام سرانجام دے رہے ہیں وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہم بہت زیادہ عقل ودانش کے مالک ہیں اور ہمارے ہاں زندگی کے بڑے گہرے تجربات موجود ہیں۔(حالانکہ وہ سراسر گمراہی اور تباہی کی طرف جارہے ہیں اور قوم کو بھی لے جارہے ہیں)

مسلمانوں اور کافروں کے درمیان دشمنی ازلی ہے:

اس سے بڑھ کر اور جرم کیا ہوگا کہ کچھ ایسے نام نہاد مسلم حکمران موجود ہیں جو دنیا کے بڑے بڑے طاغوتوں اور سرداروں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر واضح الفاظ میں آمادہ کرتے ہیں لوگوں کے سامنے یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ مجاہدین اسلام اور قرآن وسنت پر عمل پیرا مسلمان فقط اپنے آپ کو دین اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔درحقیقت ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے (کیونکہ ان نام نہاد مسلمانوں کے ہاں آج دنیاداری،بے دینی،کافروں کی مشابہت اور ماڈرن ازم ہی "اعتدال پسند اسلام" بن چکا ہے)

حقیقت یہ ہے کہ ان نام نہاد مسلمانوں اور کافروں کے ساتھ دوستی اور محبت کی پینگیں بڑھانے والے حکمرانوں کی ساری کوششیں رائیگاں اور بیکار جائیں گی۔ اس لیے کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان دشمنی اور عداوت کا معاملہ کوئی عارضی، وقتی اور حادثاتی نہیں۔ بلکہ ازلی، ابدی اور واقعاتی ہے۔ کفر کے اماموں اور اسلام کے مابین دشمنی زمانہ ماضی میں بھی تھی۔ زمانہ حال میں بھی ہے اور زمانہ مستقبل میں بھی جاری وساری رہے گی۔ (ان شاء اللہ)

ایک ایک کر کے مسلمانوں کو ٹارگٹ بنایا جارہا ہے:

دنیا کا ہر کافر دنیا کے ہر مسلمان کا دشمن ہے۔ کافروں کی اپنی ترجیحات ہیں اور ان کی اپنی ترتیب ہے۔ دنیا کے تمام کافر مسلمانوں کے خلاف ایک ملت کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہ انتہاء پسندی اور شدت پسند محض میڈیا کا پروپیگنڈا ہے۔ دراصل ان کی حقیقت کچھ اور ہے۔ ہر وہ شخص جو اسلام کی طرف منسوب ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے وہ کافروں کا دشمن ہے۔ وہ اس کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں خواہ وہ دین پر مکمل عمل پیرا ہے یا فقط نام کی حد تک مسلمان ہے۔ کافروں کی سوچ اور پلاننگ یہ ہے کہ سب مسلمانوں کو اپنا یکدم دشمن نہ بنالیا جائے۔ ایک ایک کر کے ان کو اپنا ہدف (Target) بنایا جائے۔ تاکہ یہ سب مل کر اور متحد ہو کر ہم پر یکبارگی حملہ آور نہ ہو جائیں۔ اس منصوبے کے تحت وہ پہلے کچھ مسلمانوں سے اپنی عداوت ظاہر کرتے ہیں اور ان پر خونخوار درندوں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان مسلمانوں کا صفایا کرنے کے بعد وہ کسی دوسرے مسلم ملک کو اپنا ہدف بنالیتے ہیں۔

یہ کتاب دراصل ایک نصیحت ہے:

لہٰذا ہم ایک ناصح اور خیر اندیش کے طور پر ان لوگوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتے ہیں، جو کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ کلمہ پڑھنے والے مسلمان اور جہاد کرنے والے خالص العقیدہ مومنوں کے سینے اپنی ہی گولیوں سے چھلنی کررہے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے یہ مختصر تحریر ہلکی سی کوشش ہے کہ وہ اپنے اس غلط ایجنڈے اور پالیسی سے واپس پلٹ کر دین اسلام کی طرف پالیسی سے واپس پلٹ کر دین اسلام کی طرف آجائیں اور دین اسلام اور قرآن وسنت کی بہت واضح پالیسی اور حکمت عملی ہے کہ فقط اللہ کی خاطر محبتیں ہوں اور فقط اللہ کی خاطر نفرتیں ہوں۔ کافروں کے وفادار اور اتحادی بننے والے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی رسی اور دین قیم کو مضبوطی سے تھام لیں۔ کافروں کی پناہ پکڑنے کی بجائے ساری طاقتوں اور قوتوں کے مالک اللہ رب العالمین کی پناہ پکڑیں۔